شرح الاصول الثلاثة

ڈاکٹر مرتضی بن بخش حفظہ اللہ

درس نمبر۔۱

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا۔

اما بعد

آج کی نشست میں عقیدے کے علم کے بنیادی اصول اور عقیدے کا علم کیوں ضروری ہے؟ کیا اہمیت ہے؟ اور سلفِ صالح نے اس علم کا کیوں اہتمام کیا اور کیسے اہتمام کیا؟ اور اس علم کو سمجھنے کے لئے کون سی اہم کتابیں ہیں جو مبتدی طالبِ علم کے لیے ضروری ہیں کہ وہ اِن کتابوں سے استفادہ حاصل کر سکے۔ تو آج کے درس میں میں چند مسائل پر بات کروں گا۔

نمبر۔۱:عقیدے کی تعریف کیا ہے، لغت میں اور اصطلاحِ شرعی میں؟

نمبر۔۲:عقیدے کے علم کی اہمیت کیا ہے؟

نمبر۔۳:اس علم کے مختلف نام کیا ہیں؟

نمبر۔۴:بنیادی مسائل جن کا تعلق عقیدے سے ہے وہ بیان کریں گے اور سلف صالحین نے کس طریقے سے اِس علم کا اہتمام کیا۔

"عقیدہ" جو لفظ ہے لغت میں "عُقدۃ" سے لیا گیا ہے اور "عُقدۃ" کہتے ہیں "گرہ" کو، "knot" کو۔ جیسا کہ سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں '' وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ '' اور اللہ تعالیٰ ہم تیری پناہ میں آنا چاہتے ہیں اُن عورتوں سے جو دھاگوں پر گرہ کرتی ہیں اور پھونک مارتی ہیں۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا '' بِمَا عَقَّدتُّمُ

الْأَيْمَانَ '' (المائدة: ۸۹) جس چیز سے تم لوگوں نے اپنے قسم پر گرہ ڈالی ہے یعنی ایمان کو مضبوط کیا، قسم کو مضبوط کیا۔ تو لغت میں عقیدے کا مطلب ہے گرہ ڈالنا، کسی بھی چیز پر۔ اور اصطلاح میں، شرعی اصطلاح میں عقیدے کا مطلب ہے دین کے وہ علمی مسائل جن پر انسان اپنے دل میں یقین کر لیتا ہے، اور اُن پر گرہ ڈال دیتا ہے مضبوطی سے اور اِن مسائل کو اور اِس علم کو اپنی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ اور ساری زندگی اسی علم کے مطابق جس پر اُس کا یقین ہے، اپنی زندگی گزارتا ہے۔ اور یہ علم جو ہے عقیدہ کا، یہ صحیح بھی ہو سکتا ہے اور باطل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بنیادی علم جس پر اس شخص نے یقین کیا اپنے دل میں اس پر گرہ ڈالی وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہے پھر تو ''عقیدہ صحیحہ '' ہے، اور اگر یہ علم اور یہ یقین جس پر اُس نے اپنے دل میں گرہ ڈالی ہے شریعت کے نازل کردہ اصول کے مخالف ہے، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مخالف ہے تو یہ باطل عقیدہ ہے، اور باطل عقیدہ کی مثالیں: ہندو مذہب، یہودیت، نصرانیت یہ سب مذاہب موجود ہیں اور یہ سارے کے سارے مذاہب باطل مذاہب ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مذاہب نازل نہیں ہوئے۔ یہ لوگوں کے اپنے ایجاد کردہ مذاہب ہیں۔ لوگوں نے اپنی عقل کو استعمال کر کے اور اپنے پچھلے زمانے کے لوگوں کو دیکھ دیکھ کے اُن کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اور شیطان کے وسوسہ میں آکر 'شياطين الإنس' اور 'شياطين الجن' کے وسوسہ میں آکر اپنے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنے اپنے ایسے عقائد ایجاد کئے جس سے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ بری ہیں، اور دینِ اسلام ان سے بری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نازل کردہ دین ہے وہ صرف ایک ہی ہے: ''إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ '' ۔ میں اس لئے بات کر رہا ہوں کیونکہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اہلِ کتاب بھی اچھے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی تو اہلِ کتاب ہیں، آسمان سے کتاب اتری ہے اور یہ اچھے دین والے لوگ ہیں۔ اگر تھوڑے سے گمراہ ہیں تو پھر کیا ہوا۔ یہ حق بات نہیں ہے، یہ باطل ہے! کیونکہ یہود و نصاریٰ جو اپنے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے زمانے میں تھے، وہ یہود و نصاریٰ نہیں تھے، وہ مسلمان ہی تھے۔ یعنی وہ یہودی جو موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں تھے، وہ یہودی نہیں تھے کبھی، وہ مسلمان ہی تھے۔ ''إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ '' ، یہ قاعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

'یہودیت' یہ نام دیا گیا ہے اُن کو، 'نصرانیت' یہ ان کو نام دیا گیا ہے، لیکن ان کا جو دین تھا وہ دینِ اسلام تھا جو حق دین تھا۔ تو باطل عقیدہ جو ہے وہ Hinduism, Buddhism, Judaism اور Christianity جیسے جو مختلف مذاہب ہیں یہ باطل عقائد ہیں، یہ سارے کے سارے باطل ہیں اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ ہندو عقیدہ یا جو میں نے عقیدۂ باطلہ بیان کئے ہیں یہ صحیح ہیں وہ بھی دائرہِ اسلام سے خارج ہے۔ یہ نواقض اسلام میں سے ایک ناقض ہے۔

عقیدہ کے علم کی اہمیت

ا۔ یہ دین کا اصل ہے اور دین کی بنیاد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ '' اور اسلام کی بنیاد ہی عقیدہ ہے۔ اس کی دلیل صحیح بخاری و مسلم کی روایت، حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنی الإسلام علی خمس'' اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں، اسلام کی عمارت کی پانچ بنیادیں ہیں: ''شهادة أن لاإله إلا الله و أن محمدا رسول الله'' اور یہی ہے عقیدہ، مسلمان کا عقیدہ یہی ہے ''کلمہ شہادت''۔ جتنے بھی دروس ہم آگے بیان کریں گے سارے اسی کلمۂ شہادت کے مفہوم کو بیان کرنے کے لئے ہیں۔ جتنی بھی کتابیں ہم پڑھیں گے وہ ساری اسی کلمہ شہادت کے مفہوم کو بیان کرنے کے لئے ہیں۔ اس کے بعد پھر نماز، پھر زکوٰۃ، پھر روزہ، پھر حج۔ تو یہ پانچ بنیادیں ہیں اسلام کی۔ سب سے پہلی بنیاد ہے، جو اساس ہے، جو قاعدہ ہے جس پر پوری اسلام کی عمارت کا قیام ہے وہ ہے 'کلمہ شہادت'، اور یہی عقیدہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف اور صرف اس عقیدے کو اُن کے دل میں پیارے انداز سے بٹھانے کے لئے بھیجا تاکہ ان کے دلوں میں ثابت ہو جائے اور بنیادی طور پر توحیدِ عبادت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بنیادی پیغام تھا۔ ''اعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا'' یہ بنیادی پیغام تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید میں ''لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ'' بیشک، تحقیق ہم نے ہر اُمّت میں رسول بھیجا، کس لئے بھیجا؟ '' أَنِ اعْبُدُوا اللهَ'' اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو، ''واجتنبوا الطاغوت'' اور طاغوت سے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر معبود سے بری ہو جاؤ، اجتناب کرو۔ اور یاد رکھیں قرآن مجید کے الفاظ میں بھی اعجاز ہے۔ لفظ دیکھیے

www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures
Study Circle

'اجتنبوا' صرف یہ نہیں فرمایا کہ 'انتھوا' یا 'ابتعدوا' یا 'اترکوا'، لفظ دیکھئے 'اجتنبوا' اجتناب کیسے ہوتا ہے؟ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ''وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ'' یہاں پر بھی 'اجنبنی'، وہاں پر 'اجتنبوا'۔ یاد رکھیں: دریا کے دو کنارے ہوتے ہیں، دو جانبیں ہوتی ہیں اور دونوں کبھی مل نہیں سکتیں۔ ایک اس جانب، ایک اس جانب۔ اور قرآن مجید نے اجتناب کا جو لفظ استعمال کیا ہے کہ ایسے دور ہو جاؤ کہ کبھی ایک دوسرے کے قریب نہ آسکو۔ اجتناب سے، ''اجتنبوا الطاغوت'' یعنی کچھ بھی ہو جائے، آپ کا علم چلا جائے، جاہل ہو جاؤ یا فتنہ میں پڑ جاؤ یا 'شیاطین الإنس والجن' مل کے آپ کو شبہات میں ڈال دیں۔ کچھ بھی ہو جائے یا کفر کے شہر میں چلے جاؤ ''واجتنبوا الطاغوت'' طاغوت سے، غیر اللہ کی عبادت سے ہمیشہ ہمیشہ اجتناب کرنا اور یہ دعوت تھی رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے، حضرت معاذ بن جبلؓ کی مشہور حدیث، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب یمن کی طرف بھیجا ''فلیکن أول ما تدعوھم إلیه، شھادة أن لا إله الله وأن محمدا رسول الله'' سب سے پہلے، اہلِ کتاب کی طرف جا رہے ہو، اور یہ لفظ کیوں فرمایا 'اہلِ کتاب'، کیونکہ یہ جان لو کہ ان کے پاس کوئی نہ کوئی علم ہے، یہ عالم لوگ ہیں۔ جو علم ان کے پاس ہے، وہ باطل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تورات اور انجیل کو انہوں نے تحریف کر کے تبدیل کر دیا۔ تو اب ان کے پاس علم تو ہے لیکن حق نہیں ہے۔ تو تم جا رہے ہو تو تیاری کر کے جاؤ۔ کیا تیاری کریں یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ سب سے پہلے دعوت دو بنیاد کی۔ کیونکہ بگاڑ بھی اُن کا بنیاد میں ہی ہے۔ اللہ کو تو وہ جانتے ہیں، یہودی نہیں جانتے کیا اللہ تعالیٰ کو؟ اللہ تعالیٰ موجود ہے (وہ یہ) جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ رب ہے، جانتے ہیں، یہ سب جانتے ہیں۔ تو سب سے پہلے دعوت تھی توحیدِ عبادت کی۔ دوسری روایت میں آیا ہے ''إلی أن یوحدوا الله'' تو سب سے پہلے بنیاد تھی 'توحید' اور 'عقیدہ'۔

۳۔ ''أول ما أمر الله به عباده'' سب سے پہلا حکم جو اللہ تعالیٰ نے دیا اپنے بندوں کو، وہ توحید العبادة ہے۔ سورۃ البقرۃ میں دیکھیں آپ، بلکہ قرآن مجید کا شروع سورۃ فاتحہ سے ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں فعلِ امر ہے؟ نہیں! سورۃ البقرۃ میں جو سب سے پہلا فعلِ امر ہے وہ کون سا ہے؟ ''یا أیھا الناس اعبدوا ربکم'' تو سب سے پہلا امر (حکم) جو

اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ توحید العبادۃ کا دیا ہے۔ سبحان اللہ! اور اس کے ساتھ ساتھ دیکھیں، کہ جیسا ابھی میں نے حدیث میں بیان کیا ہے ''فلیکن أول ما تدعوھم إلیه، شهادة أن لا إله الله وأن محمدا رسول الله'' تو سب سے پہلے جو بنیاد ہے، وہ عقیدہ ہے۔ اور سب سے پہلا حکم بھی اللہ تعالیٰ کا توحید کا ہے۔ ''واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا'' جب بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، شروع کہاں سے کرتے ہیں؟ توحید سے کرتے ہیں! اور عقیدے سے کرتے ہیں! ''وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا '' تو اب قرآن مجید پر تدبر کرکے دیکھیں، جہاں پر اللہ تعالیٰ حکم دینا چاہتا ہے اور عظیم حکم دینا چاہتا ہے کسی چیز کا تو شروع عقیدے سے کرتے ہیں، توحید سے کرتے ہیں، پھر دوسرا حکم دیتے ہیں۔

۴۔ ''الأساس من وجود الإنسان'' اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیوں کیا؟ جن وانس کو پیدا کیوں کیا؟۔ ''وما خلقت الجن والإنس إلا لیعبدون'' عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ''إلا لیعبدون'' یعنی ''یوحدون''۔ تفسیر الطبری میں، اس آیت کے بعد انہوں نے فرمایا تھا، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ''یعبدون'' یعنی ''یوحدون''۔ تو اللہ تعالیٰ نے توحید کے لئے ہی جن وانس کو پیدا کیا۔

۵۔ عقیدہ کا علم حاصل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دو بڑے انعامات سے نوازتا ہے: ''الأمن والهدایة'' ارشاد باری تعالیٰ ہے ''الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولٰئك لهم الأمن وهم مهتدون'' اللہ اکبر! کتنی عظیم بات ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا، انہیں کے لئے امن وامان ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے جب اس آیت کو سنا جب یہ آیت نازل ہوئی، تو بڑے بڑے صحابہ رونے لگے۔ گھٹنوں کے بل گر گئے اور رونے لگے۔ کہ ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے کبھی ظلم نہ کیا ہو؟ تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: یہ وہ ظلم نہیں جو تم سمجھ رہے ہو، اس ظلم کا مقصد (مراد) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان میں بیان کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے نے، لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تو سب سے پہلے کیا کہا؟ ''لا تشرك بالله إن الشرك لظلم عظیم''۔ ظلم کا مطلب ہے 'شرک'! اب آیت کا مفہوم کیا ہوا؟ ''الذین اٰمنوا'' جو لوگ ایمان لائے، ''ولم یلبسوا ایمانهم

بشرك‘‘ اور اپنے ایمان کو، اپنے توحید کو شرک سے آلودہ نہیں کیا، انہیں کے لئے امن امان ہے، دنیا اور آخرت میں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں دنیا اور آخرت میں۔ جس کو ہدایت چاہئے، جو صبح شام اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے گڑگڑا کے فرض نمازوں میں کم سے کم ۱۷ مرتبہ ’’إهدنا الصراط المستقيم‘‘ ، ’’إهدنا الصراط المستقيم‘‘، ’صراط المستقیم‘ یہ ہے۔ ’’ اولٰئك لهم الأمن وهم مهتدون‘‘ اس عقیدہ کا علم حاصل کرو، اس پر عمل کرو، اس کی دعوت دو، اس پر صبر کرو۔ یہی ’صراط المستقیم‘ ہے۔

۷۔ عقیدہ کے علم سے دل کو تقوی حاصل ہوتا ہے اور ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ’’ومن يؤمن بالله يهد قلبه‘‘ اور ایمان کا مطلب ہے عقیدہ۔ پورا عقیدہ کا علم ’’الإيمان أن تؤمن بالله وملٰئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر و بالقدر خيره وشره‘‘ توجب اسلام کا لفظ مطلق ہو (بغیر قید کے)، عقیدہ اور پورا دین اس میں مقصد ہوتا ہے، یعنی اسلام میں ایمان بھی شامل ہے، عقیدہ بھی شامل ہے۔ اور ایمان میں بھی پورا دین شامل ہے۔ اگر دونوں ’اسلام‘ اور ’ایمان‘ آجائیں ’’إن المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات‘‘ یہاں پر مسلمان کا مطلب ہے ظاہر عمل کرنے والا اور مومن کا مطلب ہے باطن علم رکھنے والا، عقیدہ جس کا درست ہو۔ اگر صرف اسلام کا لفظ ہو ’’إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ ‘‘ تو اس میں اسلام بھی شامل ہے، ایمان بھی شامل ہے۔

۸۔ باطل عقائد اور نظریات کو جواب دینے کے لیے اور باطل ثابت کرنے کے لئے آپ کے پاس کوئی بنیادی علم تو ہونا چاہئے، اور وہ ہے عقیدے کا علم۔ اس علم کے بغیر آپ کسی بھی گروہ کو باطل نہیں ثابت کرسکتے۔ ’’فاقد الشيئ لا يعطيه‘‘ جب تک آپ کے پاس خود بنیادی علم نہیں ہوگا تو آپ کسی کو کیا دے سکتے ہیں، کسی اور کا کیا رد کرسکتے ہیں۔ تو سب سے پہلے آپ خود علم حاصل کریں اور عقیدہ کا علم ہی حاصل کریں، پھر آپ کو سمجھ آئے گی۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو نور سے بھر دیں گے، پھر آپ کو علم ہوگا کہ کون سا عقیدہ باطل ہے، کون سا عقیدہ حق ہے۔ پھر آپ کو پریشانی نہیں ہوگی۔ جتنے بھی ظالم لوگ اور شبہات ڈالنے والے لوگ جو آج کل موجود ہیں امت میں، کوشش کریں گے کہ آپ کو ان شبہات میں گھیر کر آپ کے دل سے اس نور کو نکالیں۔ جب آپ کے پاس عقیدہ کا علم ہوگا تو ان کی ساری کوشش ناکام ہو

جائے گی۔ اس میں یاد رکھئے ایک قاعدہ بھی ہے، یہ اہم قاعدہ ہے۔ جس نے بھی عقیدہ کے علم کا اہتمام کیا، اس کا علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا، اس کی دعوت دی، اس پر صبر بھی کیا، اس کو صبر کرنا چاہیئے، اس لئے کہ اس کے مخالفین زیادہ ہو جائیں گے۔ اور یاد رکھیں آپ کے لئے پھولوں کا بستر کوئی نہیں بچھائے گا، اس راستے میں کانٹے ہی کانٹے ہیں، یاد رکھیں! کیوں؟ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یہ علم لے کے آئے تھے، یہی بنیاد لے کے آئے تھے۔ ان کے اپنوں نے جو ان کے ساتھ سلوک کیا، تاریخ اس کی گواہ ہے۔ تو یاد رکھیں، سب سے پہلے آپ کے اپنے آپ کے خلاف ہوں گے۔ جنہوں نے اس عقیدہ کو سمجھا نہیں ہے۔ الحمد للہ، جو سمجھ چکے ہیں، الحمد للہ۔ لیکن جنہوں نے سمجھا نہیں ہے سب سے پہلے وہی مخالفت کریں گے، پھر آپ کے رشتہ دار پھر اور جو بھی قریبی لوگ ہیں، اس طریقہ سے۔ تو اس لئے اس علم کو سمجھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ آپ کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ مخالفت ضرور ہو گی اور اس کے لئے آپ کو اپنے سینے کو کشادہ کرنا چاہیئے، پہلے سے ہی۔ سینہ تنگ کبھی نہیں کرنا۔ جس کا سینہ تنگ ہے وہ اس علم کو سمجھ نہیں سکتا، کیونکہ یہ علم نور ہے۔ عقیدہ کا علم نور ہے اور اس کے لئے کچھ جگہ ہونی چاہیئے جس کے اندر وہ آسکے، جو شروع سے تنگ ہو گا اس میں کیا ہو گا۔ مخالف کی بات سمجھیں، مخالف کی جب مخالفت کریں تو انصاف کے ساتھ مخالفت کریں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیں، اس لئے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا جاتا۔ کوشش کی جاتی ہے کہ اینٹ مارنے والے کو سمجھایا جائے کہ وہ اینٹ کہاں مار رہا ہے۔ کیا اینٹ مارنے کی جگہ ہے کہ نہیں، کیونکہ اینٹ کا جواب پتھر سے تو بہت آسان ہے۔ اگر آپ جھگڑنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے بہت آسان ہے۔ لیکن اس جھگڑے کو روکنا بہت مشکل ہوتا ہے، یاد رکھیں! تو اس لئے یہ قاعدہ ہے کہ آپ کی مخالفت ہو گی۔ آپ کو کیا کرنا چاہیئے، جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ''والعصر إن الإنسان لفي خسر، إلا الذين اٰمنوا و عمل الصالحات وتواصو بالحق وتواصو بالصبر'' تو صبر بہت ضروری ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں اس علم کے مختلف نام کیا ہیں؟ اور اس کے چار قسم کی مختلف Headings ہیں جس میں اس عقیدے کے نام موجود ہیں:

[۱]۔ وہ نام جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور یہ تین (۳) قسم کے ہیں:

(1) ایمان

(2) توحید

(3) سنت

ایمان عقیدے کو کہا جاتا ہے، اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے جتنی بھی ایمان کی آیات ہیں ''ومن یکفر بالإیمان فقد حبط عمله'' جس نے ایمان کا انکار اس کا سارا کا سارا عمل ہی غارت ہو گیا۔ یہاں پر ایمان کا مقصد کیا ہے؟ عقیدہ۔ اور علماء اسلام کی چند مؤلفات موجود ہیں۔ اہلِ سنت والجماعت نے بڑا اہتمام کیا عقیدے کے علم کا۔ اس کی دو (کتابیں) آپ یاد رکھیں، بہت آسان ہے ''کتاب الإیمان'' ابن مندۃ، ابن مندۃ ایک عالم ہیں سلف صالحین کے۔ انہوں نے کتاب کی تالیف کی ''کتاب الایمان'' کے نام سے اور اس میں سارے کے سارے عقائد کا علم موجود ہے۔ اور دوسری جو ہے ''کتاب الایمان'' شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ۔ تو یہ مشہور کتابیں ہیں، تاکہ آپ سے اگر کوئی سوال بھی کرے تو 'ایمان' عقیدہ ہوتا ہے تو اس کی کوئی تالیف بھی موجود ہے آپ کے ذہن میں۔ تو یہ آپ کے ذہن میں ہونا چاہیے۔

دوسرا نام 'التوحید'، توحید کے نام سے، اور مقصد ہوتا ہے پورا کا پورا عقیدہ اور اس کی دلیل میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی مشہور حدیث میں نے بیان کی صحیح بخاری اور مسلم میں ''فليكن أول ما تدعوهم إليه أن يوحدوا الله'' تو توحید کا ذکر یہاں پر آیا اور توحید کا مطلب ہے پورا کا پورا عقیدہ، یہ نہیں کہ توحید کی تینوں قسمیں بیان کر دی، بس کافی ہے، اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان اور جو باقی ایمان کے مسائل ہیں سارے، اس سے خاموشی اختیار کرو، اس کا مطلب یہ نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سارا کا سارا عقیدہ، اور توحید کی جو تصنیفات ہیں، توحید کے نام سے جو کتابیں موجود ہیں:

۱۔ کتاب التوحید، ابن مندۃ

۲۔ کتاب التوحید، شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ

اور تیسرا نام ہے 'السنۃ'، لفظ 'سنت' ہوتا ہے لیکن مراد اس کا عقیدہ ہوتا ہے۔ اس کی دلیل صحیح بخاری مسلم میں مشہور حدیث ہے: تین لوگ جو نبی ﷺ کے گھر کی طرف آئے، نبی ﷺ گھر میں نہیں تھے اور ایک نے نبی ﷺ کی عبادت کے

بارے میں پوچھا، تو ازواجِ مطہرات نے جواب دیا، تو انہوں نے کہا یہ تو بہت کم ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے، تو ہمیں اور محنت کرنی چاہیئے، تو ایک نے کہا "میں ہمیشہ روزے رکھوں گا، کبھی افطاری نہیں کروں گا" اور دوسرے نے کہا" میں ساری رات قیام کروں گا، کبھی سوؤں گا نہیں" اور تیسرے نے کہا "میں شادی نہیں کروں گا"۔ تو جب نبی رحمت ﷺ گھر لوٹے اور ان کو یہ بتایا گیا کہ ایسے ایسے لوگ آئے تھے یہ کہہ کر گئے، تو نبی کریم ﷺ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار میں ہوں، میں کھاتا بھی ہوں روزے بھی رکھتا ہوں، یعنی افطاری بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے شادیاں بھی کی ہیں ''فمن رغب عن سنتي فليس منّي'' تو لفظ یہاں پر کیا ہے؟'' سنتي''۔ سنت کا کیا مقصد ہے؟ سنت نماز؟ جیسے کوئی کرے یا نہ کرے اس کی مرضی ہے؟ یا جو کرے گا تو ثواب، نہیں کرے گا تو گناہ نہیں ہے؟ ''من رغب عن سنتي فليس منّي''، یعنی جس نے میرے عقیدے سے، میرے اس دین سے منہ موڑا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو لفظ 'سنّت' کی یہاں مراد کیا ہے؟ عقیدہ! تو 'عقیدہ' کا لفظ بھی حدیث میں، نصوص میں سنت کے نام سے بیان ہوا ہے۔ اور جو مؤلفات ہیں 'السنة' کے نام سے اور عقیدہ مقصود ہے: کتاب 'السنة' ، امام احمد بن حنبلؒ اور کتاب 'السنّة' ، عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ۔ یعنی ان کے بیٹے نے بھی اس کی تصنیف کی۔ دونوں باپ بیٹوں نے 'السنّة' کے نام سے کتاب تالیف کی اور دونوں میں عقیدہ مقصود ہے اور عقیدے کے سارے مسائل بیان کئے ہیں۔ اور تیسری کتاب 'السنّة'، ابن ابی عاصم، یہ بھی بہت اچھی کتاب ہے۔

[۲]۔ دوسرے قسم کے نام جو ہیں عقیدے کے، وہ ایسے نام ہیں جو ہیں تو صحیح لیکن قرآن اور حدیث میں نہیں ہیں۔ نام کا معنی صحیح ہے لیکن قرآن اور حدیث میں یہ نام موجود نہیں ہیں۔ اور یہ بھی تین قسم کے ہیں:

ا۔ 'العقيدة'، عقیدہ کا لفظ جو ہے یاد رکھیں، قرآن اور حدیث میں نہیں ہے۔ لیکن لفظ درست ہے اور صحیح ہے۔ اور ایک قاعدہ بھی یاد رکھیں، جو الفاظ قرآن اور حدیث میں ثابت نہیں ہیں لیکن قرآن اور حدیث سے ٹکراتے نہیں ہیں تو ان کو استعمال کرنا جائز ہے۔ جو الفاظ قرآن وحدیث میں نہ ہوں اور وہ قرآن وحدیث سے ٹکراتے ہوں، وہ الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ تو 'العقيدة' کی جو چند تصنیفات ہیں، جو عقیدہ کے نام سے سلف صالحین نے لکھیں ہیں، کتاب ہے مشہور کتاب،

’عقيدة السلف واصحاب الحديث‘ اس کے مصنف ہیں ابو عثمان الصابونی اور ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث ابھی ابھی نئے نئے بے چارے آئے ہیں، سو سال بھی نہیں ہوئے۔ یہ کتاب جو نام میں نے بتایا ہے اس کے مصنف ابو عثمان الصابونی کی وفات سن ۴۴۹ھ میں ہوئی، آج کل کے دور کے نہیں ہیں۔ یعنی پانچویں صدی میں یہ تصنیف موجود تھی اور اصحاب الحدیث کے نام سے انہوں نے تصنیف کی۔

۲۔ دوسرا نام ہے ’الشریعۃ‘۔ ’الشریعۃ‘ کا لفظ بھی سلف صالحین نے عقیدے کے مفہوم سے بیان کیا، لفظ ’الشریعۃ‘، بغیر قید کے۔ اور اس کی تصنیف مشہور کتاب ہے ’كتاب الشريعة‘ (لامام الآجري) امام آجریؒ نے کتاب لکھی ’الشريعة‘، جس میں سارے عقیدے کے مسائل ہیں۔ اور ضخیم کتاب ہے، تقریباً پانچ مجلّد میں ہے۔ ابھی مختصر کر کے ایک مجلد بھی آگیا ہے۔

۳۔ تیسرا نام جو ہے ’الفقه الاكبر‘۔ ’الفقه الاكبر‘ بھی عقیدے کی ایک کتاب ہے، جو ’الفقه الاصغر‘ کے مقابلے میں ’اكبر‘ انہوں نے بیان کیا ہے۔ ’فقه الاصغر‘ کیا ہے؟ ’فقه العبادات و المعاملات‘، عام فقہ جو ہے۔ تو اُن کے مقابلے میں ’الفقه الاكبر‘ کا نام دے کر امام ابو حنیفہؒ نے کتاب لکھی، ’الفقه الاكبر‘ کے نام سے۔ اور یہ عقیدے کی کتاب ہے جس میں اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ آج کے احناف کا عقیدہ نہیں ہے اس کتاب میں۔ اور یہ دو طُرق سے اس کی سند ہے: ایک ابو مطیع بلخی جو یہ کہتے ہیں کہ خود متروک الحدیث ہیں، یعنی اس کی روایت نہیں مانی جاتی، لیکن دوسری جو سند ہے اس ’الفقه الاكبر‘ کی حماد بن ابو حنیفہؒ، (یعنی) اُن کے اپنے بیٹے کی سند سے ہے، اور وہ پہلی سند سے زیادہ بہتر ہے۔ اور علماء نے اس عقیدے کو جو ’الفقه الاكبر‘ ہے، صحیح قرار دیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے ثابت ہے یہ۔ اور جو کہتے ہیں ثابت نہیں ہے، کچھ احناف بری ہوتے ہیں اس سے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ فقہ کی پہلی کتاب ’قدوری‘ جو ہے وہ پانچویں صدی میں لکھی گئی سن ۴۴۹ھ کے قریب۔ اور یہ ’الفقه الاكبر‘ ان کی زندگی میں لکھی گئی۔ اس کی سند ہے، اگرچہ اس پر کلام ہے۔ اور فقہ کی سند ہی نہیں ہے، لیکن وہ عقیدے کو نہیں مانتے اور فقہ کو لیتے ہیں۔ سبحان اللہ! تو

’الفقه الاكبر‘ کے نام سے عقیدے کی کتاب موجود تھی۔’الفقه الاكبر‘ کا مقصد ہے یعنی ’عقیدہ‘۔ جس میں توحید اور نبوّت، ایمان بالآخرۃ، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات بڑے پیارے انداز سے امام ابو حنیفہؒ نے بیان کیا۔

[۳]۔ تیسرے قسم کا جو نام ہے عقیدے کے علم کا جو باطل ہے وہ علم الکلام کے نام سے ہے۔ کچھ لوگوں نے علم الکلام کے نام سے کتابیں لکھی ہیں۔ علم الکلام والے لوگ جو ہیں عام طور پر یاد رکھیں، یہ عام مسلمان تھے جنہوں نے فلاسفہ کے خلاف مناظرے کئے۔ جو فلاسفے کا علم رکھتے تھے، جو دین اسلام کے مخالف تھے، تو کچھ لوگوں نے بغیر بڑے علماء کی طرف رجوع کئے، طالبِ علم تھے کوئی، یا کوئی بس ایسے ہی تھوڑا سا دین کا علم رکھتے تھے، انہوں نے مناظرہ کرنا شروع کیا فلاسفہ کے خلاف۔ تو مناظرہ کرتے کرتے نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے بیچارے۔ تو علم الکلام ایک نئی چیز ایجاد ہو گئی۔ اور علم الکلام سے بہت سے لوگ متاثر ہوئے۔ اور اس میں فارابی اور ابن سینا جیسے لوگ بھی ملوث ہوئے اور ان کا عقیدہ بالکل بگڑا تھا۔ میں آگے ان شاء اللہ بیان کروں گا عقیدہ طحاویہ میں، یا کبھی یہ موقع ملا تو، یہ فلسفی لوگ کیسے آئے؟ افلاطون وغیرہ سے، اس طریقے سے آتے آتے ارسطو پھر کس طرح سے فارابی نے تبدیل کیا؟ کس طرح سے ابن سینا نے تبدیل کیا؟ ایک دوسرے سے کیسے متاثر ہوئے؟ ایک وقت تھا کہ جو فلاسفہ تھے، اللہ کو مانتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے اللہ کو ماننے سے بھی انکار کیا۔ یہ بگاڑ کس طریقے سے آیا؟ تو علم الکلام والے جو ہیں، یہ تو فلاسفہ تھے، ابن سینا وغیرہ، ان سے جن لوگوں نے مناظرہ کیا بغیر علماء کی طرف رجوع کرتے ہوئے، یہ اصحاب الکلام کے پاس مشہور تھے، جیسے معتزلہ، اشاعرہ، ماتریدیہ، یہ علم الکلام والے ہیں۔ وہ فلاسفہ تھے، ابن سینا، فارابی وغیرہ، ان کو فلاسفہ کہتے ہیں۔ علم الکلام والے یہ ہیں: معتزلہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ۔ اور یہ بھی گمراہ ہوئے۔

[۴]۔ چوتھے قسم کی جو تصنیف ہے اور جو نام ہے عقیدے کے وہ ایسے نام ہیں جن میں حق اور باطل مشتبہ ہیں۔ وہ حق بھی ہو سکتے ہیں اور باطل بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ دو قسم کے ہیں:

ا۔ ’’اصول الدين‘‘: اصول الدين بھی عقیدے کو کہتے ہیں اور اس کی مثل جو تصنیف ہے ’’اصول الدين‘‘ کے نام سے ’’الإبانة في اصول الديانة‘‘ کتاب ہے ابو الحسن اشعری کی۔ اور یاد رکھیں ابو الحسن اشعریؒ، چالیس

سال معتزلی رہے۔ ان کے ماما تھے ابو علی جبائی، معتزلیوں کے سردار تھے۔ تو اپنے ماما سے متاثر ہو کر چالیس سال معتزلی رہے۔ پھر معتزلی منہج کو چھوڑا۔ ان کے خلاف مناظرے کیے۔ اور اپنا ایک منہج بنالیا 'اشاعرہ' کا۔ اور آخر میں اس اشعری مذہب سے بھی توبہ کرلی اور اپنی تصنیف ''الإبانة في اصول الديانة'' میں واضح اپنا منہج بیان کیا ہے۔ جو اہلِ سنّت والجماعت کا منہج ہے۔ تو تین مرحلوں میں ابو الحسن اشعری گزرے: پہلا اعتزال میں، دوسرا اشعریت میں اور تیسرا اہلِ سنّت والجماعت میں، یہ تو حق ہے۔ جو باطل ہے علم الکلام بھی اس کا استعمال کر کے اپنی تصنیف لکھتے ہیں۔ اس کی مثال میں ''اصول الدین'' ، اس کے مصنف ہیں ابو منصور البغدادی۔ یہ بھی اشعری ہیں۔ انہوں نے بھی ایک کتاب لکھی ''اصول الدین'' کے نام سے، تو یہ ایک ایسی کتاب ہے جو باطل عقیدے پر مشتمل ہے اور یہ درست نہیں ہے۔ یعنی ''اصول الدین'' جو نام ہے وہ حق میں بھی استعمال کیا گیا ہے اور باطل میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جو پہلے میں نے بیان کئے تھے وہ سارے حق میں تھے، الحمد للہ! جو دوسرے قسم کا نام دیا گیا جو مشترک نام ہے ''الفكر الاسلامی''، یہ بھی مشتبہ نام ہے، حق بھی ہو سکتا ہے باطل بھی ہو سکتا ہے، ''الفكر الاسلامی'' کے عقیدے کے مسائل۔ ''الفكر الاسلامی''، علم الکلام والے زیادہ استعمال کرتے تھے۔ تو بہتر ہے اس نام کو نہ استعمال کیا جائے۔ اور اسلام میں مفکرین ہیں ہی نہیں یاد رکھیں۔ اکثر سنتے ہیں فلاں مفکر اسلامی ہے۔ جتنا ان مفکر اسلامیوں نے اسلام کو بگاڑا ہے اتنا کسی اور نے نہیں بگاڑا ہے۔ اسلام میں تین قسم کے لوگ ہیں یاد رکھیں، چوتھا نہیں ہے۔ یا عالم ہے یا طالب علم ہے یا عامی ہے۔ مفکر کہاں ہے؟ مفکر نہ تو عالم ہے نہ طالب علم اور نہ ہی عامی ہے بے چارہ، کہاں ہے؟ 'عامی' یعنی عوام الناس۔ اور ہر انسان جانتا ہے اپنے آپ کو کہ وہ ان تینوں میں سے کہاں ہے۔ جو طالبِ علم ہے وہ طالبِ علم ہے، جو عوام ہے وہ عوام ہے اور جو عالم ہے وہ عالم ہے! یہ مفکر اسلامی کہاں سے بیچ میں آگیا؟ تو بہتر ہے یہ نام نہ استعمال کیا جائے۔

بنیادی مسائل جن کا عقیدے کے ساتھ تعلق ہے یاد رکھیں چار قسم کے مسائل میں بیان کرتا ہوں

(۱)۔ عقیدے کا علم کہاں سے لیا جائے؟ کیا sources ہیں عقیدے کے علم کے؟ یاد رہے، عقیدے کے علم کے صرف دو sources ہیں! 'القرآن وسنة صحيحه'، قرآن مجید اور صحیح حدیث۔ جس نے بھی ان دو مصادر کے علاوہ کسی اور چیز سے اپنا

عقیدہ لیا وہ گمراہ ہوا۔ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ میں نے پہلے بھی بیان کیا عقیدے کا علم بنیادی علم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس علم کو واضح طریقے سے کھول کھول کر بیان کیا اپنی وحی کے ذریعہ۔ اور وحی میں صرف دو چیزیں ہیں: قرآن ہے اور حدیث ہے، یعنی صحیح حدیث جو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں ''وانزلنا علیك الكتاب والحكمة'' تو کتاب قرآن ہے اور حدیث حکمۃ ہے۔

(۲)۔ انسان کی فطرت: یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اندر ایک فطرت بھی پیدا کر دی، جسے کہتے ہیں بنیادی فطرت۔ اور یہ فطرت دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو ظاہر ہم دیکھتے ہیں اور ایک باطن جو ہمیں نظر نہیں آتی، لیکن اس کے اثرات ہمیں نظر آتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے، سب سے پہلے ماں جب اس بچے کو سینے سے لگاتی ہے اس بچے کے اندر ایک sucking reflex ہوتا ہے۔ کسی نے اس بچے کو یہ بتایا ہے کہ تمہیں دودھ ایسے پینا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر پوری دنیا کوشش کرے بچے کو سمجھانے کے لئے کہ تمہیں دودھ پینا ہے اور ایسے پیو suck کر کے، اللہ کی قسم پوری دنیا عاجز ہو جائے۔ تو اللہ نے اس بچے کی فطرت میں رکھا ہے کہ تم نے ایسے دودھ پینا ہے، اور بچہ دودھ پیتا ہے۔ یہ ظاہر ہے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ایک باطن فطرت بھی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، تمہیں پیدا تمہارے رب نے کیا ہے! تم نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا! جیسے آدمی فطرت سے جانتا ہے کہ اس کا رب موجود ہے، اور اپنی فطرت سے جانتا ہے کہ اس کا رب جو ہے اس کا خالق ہے، اس کا مالک ہے، اس کی تدبیر کرنے والا، اسے رزق عطا کرنے والا ہے، اس کا مشکل کشا، اس کا حاجت روا ہے۔ انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے ''توحید ربوبیت'' کو۔ اسی لیے نبی رحمت ﷺ نے کیا فرمایا ''كل مولود يولد على الفطرة''۔ دوسری روایت میں ''على الملة'' پھر ''على ملة الإسلام''، دو تین روایتیں ہیں۔ ''كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه''، ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، توحید کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ کون سی توحید؟ توحیدِ ربوبیت! پھر اس کے ماں باپ کی مرضی ہے اسے یہودی بنائیں اس ماحول میں بچہ جہاں پر رہتا ہے وہی ماحول اپناتا ہے یا اسے نصرانی بنائے، عیسائی بنائیں یا اسے مجوسی بنائیں۔ یہاں پر اسلام یہ نہیں کہتا کہ اسے مسلمان بنائیں۔ کیونکہ

فطرتاً وہ ہے ہی مسلمان۔ تو اس کی فطرت کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔ کوئی یہودی بنا رہا ہے اسے، کوئی اسے نصرانی بنا رہا، کوئی اسے مجوسی بنا رہا ہے۔ تو اس بے چارے بچے کو، جو مسلمان تھا اصل میں، اسے تبدیل کر کے، اس کے عقیدے کو تبدیل کر کے، اسے حق سے دور کیا جا رہا ہے۔ تو اس کی مثال نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں دی: کیا تم نے اس بکری کو دیکھا ہے جو پہلے تو صحیح ہوتی ہے، پھر تم لوگ اسے نشان لگا کر، کسی کا کان کاٹ دیتے ہو، مختلف قسم کے نشان لگا دیتے ہو، تاکہ تم اس بکری کو سمجھ سکو کہ یہ کس کی بکری ہے۔ mix نہ ہو جائیں۔ تو نشان تم نے لگایا ہے، اللہ نے پیدا ایسے نہیں کیا اسے۔ یہ واضح مثال نبی کریم ﷺ نے دی کہ اس طریقے سے جو بچے صحیح پیدا ہوتے تھے، صحیح عقیدے پر، تم لوگوں نے اس کے عقیدے کو بگاڑ کر اسے تبدیل کر دیا، حق سے دور کر دیا۔ اور واضح نظر آ رہا ہے، جیسے بکری واضح نظر آتی ہے۔ اس کے کان کٹے، بکری ہے، یہ کان بھی تم لوگوں نے کاٹا ہے۔ یہ باطل عقیدے والے بھی واضح نظر آتے ہیں کہ یہ باطل عقیدے پر ہیں۔ یہ بچہ تو صحیح تھا اس کا کان تم لوگوں نے کاٹا ہے۔ مثال کے طور پر یعنی اس کا عقیدہ تم لوگوں نے بگاڑا ہے۔ یہ واضح دیکھ بھی رہے ہیں لیکن ماننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ اور یہی فطرت جو ہے انسان کی (توحیدِ ربوبیت کی) جیسے انسان بڑا ہوتا ہے، تو اسے تڑپ ہوتی ہے کہ وہ کون سی ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ جس نے مجھ پر اتنی نعمتیں نازل فرمائیں۔ مجھے رزق دیتا ہے، مجھے صحت دیتا ہے، میرے نفع ونقصان کا مالک ہے، میرا مشکل کشا، میرا حاجت روا ہے۔ وہ کون سی ذات ہے؟ تو تڑپ میں انسان رہتا ہے۔ دیکھئے نبی رحمت ﷺ نبوت سے پہلے چالیس سال غارِ حرا میں کیا کرنے جاتے تھے؟ ''یتعبد''! کیا عبادت کرتے؟ کوئی نماز پڑھتے؟ کوئی روزہ رکھتے؟ نہیں! اس کائنات کو دیکھتے، آسمان کی طرف سر اُٹھا کے دیکھتے۔ وہ کون سی ذات ہے جس نے اس پوری کائنات کو پیدا کیا۔ میں اس ذات تک کیسے پہنچوں؟ میں اس کی عبادت کرنا چاہتا ہوں، کیسے عبادت کروں؟ کوئی راستہ نہیں۔ مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔ جیسے سورۃ الضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ '' الم يجدك ضالًا فهدى '' کیا نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ گمراہ تھے؟ کوئی بدکاری کرتے؟ نعوذ باللہ! ہرگز نہیں نعوذ باللہ! گمراہ یہ تھے کہ آپ ﷺ اس راستے کی تلاش میں تھے جو راستہ تمہیں میرے قریب لے کے آئے۔ عبادت کیسے کروں؟ اپنے رب تک کیسے پہنچوں؟ تو میں نے تمہیں ہدایت دی۔ وحی نازل کی۔ اور تمہیں وہ راستہ بتا دیا۔ تو انسان کی جو فطرت ہے (توحیدِ ربوبیت کی)، یہ توحیدِ الوہیت کی طرف کھینچتی ہے۔ اور آج سے تقریباً ٦٠۔٧٠ سال پہلے، زیادہ دور کی بات نہیں ہے، Australia کے

ایک جنگل میں جب Discovery Team گئی وہاں پر تو بڑا عجیب و غریب ایک ماحول دیکھا، اللہ المستعان! دیکھتے ہیں ایک Tribe ہے، قبیلہ ہے جو دنیا سے بالکل منقطع ہے۔ جنگل میں رہتے ہیں، پہاڑوں کے بیچ میں۔ گئے، ان سے ملے اور وہ عجیب و غریب، آسمان کی طرف دیکھتے اور کہتے "اتناتو"، بڑے پریشان ہوئے، ایک ہی لفظ کہتے رہتے ہیں اور آسمان میں دیکھتے رہتے ہیں۔ تو جب پریشان ہوتے "اتناتو" کہتے، جب گرتے ٹھوکر کھاتے "اتناتو" کہتے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو یہ؟ وہ کہتے ہیں کہ "اتناتو" کا مطلب ہے وہ ذات جو کھاتی نہیں، جو گندگی نہیں کرتی۔ اور ہم اس ذات کو مانتے ہیں کہ وہی سب کچھ کر سکتی ہے، اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور جو ذات کھاتی ہے اور گندگی کرتی ہے ہماری طرح وہ اس لائق نہیں کہ وہ کسی کے کام آئے (یعنی مشکل کشائی، حاجت روائی)، کوئی مخلوق نہیں کر سکتی، سبحان اللہ! یہ فطرت تھی۔ دنیا سے دور، دنیا کے جو باطل عقائد ہیں ان سے دور، سب اپنی فطرت پر زندہ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اُن کا کوئی رب ہے، آسمان پر۔ وہ رب کہاں ہے؟ ہر جگہ موجود ہے؟ جیسے آج کل لوگ کہتے ہیں، علماء کہتے ہیں! آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور "اتناتو" کہتے۔ ان کو صرف یہی پتا تھا، ان کی عقل میں یہی کچھ تھا کہ ہم کھاتے ہیں اور پھر گندگی کرتے ہیں تو وہ ذات ایسی ہونی چاہئے جو کھاتی بھی نہیں اور گندگی بھی نہیں کرتی، جیسے کہتے ہیں Premature چیز، جیسے چھوٹا بچہ ہوتا ہے۔ جنگل میں رہتے تھے بے چاروں کو صرف یہی علم تھا اور کچھ نہیں جانتے تھے وہ۔ تو یہ فطرت ہے جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔

(۳)۔ سب سے پہلا واجب مکلف (عاقل، بالغ) پر کیا ہو گا پھر؟ اس ترتیب سے یہاں بات ہے، فطرت تو یہ ہے کہ توحیدِ ربوبیت۔ سب سے پہلا واجب مکلف پر کیا ہے؟ "توحید العبادة"! توحیدِ ربوبیت کیوں نہیں ہے سب سے پہلا؟ (کیونکہ) وہ تو فطرت سے جانتا ہے۔ اشاعرہ کہتے ہیں، سب سے پہلا واجب جو ہے مکلف پر یعنی جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے، تو اسے شک کرنا چاہئے کہ دنیا کا کوئی خالق ہے یا نہیں! تو دنیا کو دیکھے، پورے نظام کو دیکھے، کیسے چل رہا ہے، پھر اسے یقین کرنا چاہئے کہ کوئی ایسی ذات ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے۔ میرے بھائی یہ تو ایک حاصل چیز کے پیچھے آپ پڑے ہیں۔ یہ تو انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، مالک ہے، تدبیر کرنے والا ہے، اس کی ضرورت کیا ہے؟ ضرورت

اس (چیز) کی ہے کہ "توحید العبادۃ" کو سمجھے۔ سب سے پہلا واجب جو ہے "توحید العبادۃ" ہے۔ اس کی کوئی دلیل ہے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فاعلم أنه لا إله إلا الله واستغفر لذنبك'' سب سے پہلے علم حاصل کو ''لا إله إلا الله'' کا، اس کو مقدم کیا۔ پھر؟ استغفار! استغفار عمل ہے، پہلے علم حاصل کرو پھر عمل ہے۔ اور احادیث میں میں نے بیان کیا، تین دفعہ میں نے بیان کیا، حضرت معاذؓ کی حدیث ''فليكن أول ما تدعوهم إليه، شهادة أن لا إله الله''، سب سے پہلے "توحید العبادۃ"۔ لا إله إلا الله کا مطلب کیا ہے؟ لا إله إلا الله یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، رازق نہیں ہے! لا إله إلا الله کا مطلب ہے'' لا معبود بحق إلا الله''، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کہ ہم عبادت اللہ تعالیٰ کی کیسے کریں۔

(۴)۔ وہ کون سی توحید ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور پیغمبر بھیجے؟ واضح ہوا "توحید العبادۃ"! توحیدِ ربوبیت اور اسماء وصفات اس لئے نہیں، کیونکہ یہ تو سب انسان فطرت سے جانتے ہیں۔ جو رب ہے اس کے صفات بھی ہیں اور نام بھی ہیں۔ بغیر نام اور صفات کے تو کوئی ذات موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جو موجود ہے، جو رب ہے، ربوبیت کے صفات، خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، مشکل کشا، حاجت روا ہے، یہ سارے صفات الربوبیۃ ہیں۔ زندگی دینے والا، موت دینے والا، نفع نقصان کا مالک۔ یہ سارے صفات الربوبیۃ ہیں۔ تو انسان اپنی فطرت میں جانتا ہے کہ اس کا جو رب ہے، اس کے نام بھی ہیں۔ اس کے صفات بھی ہیں۔ جو (چیز) نہیں جانتا ہے انسان (وہ ہے) "توحید العبادۃ"، یعنی اس رب کی عبادت کیسے کریں اور اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور اس عبادت کو ہم پر مشروع کیا ہے، تو وہ عبادت کیسے کریں۔ پھر کیا ہم یہ عبادت کسی اور کو دے سکتے ہیں، یہ حق جو ہے عبادت کا کسی اور کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ تو یہ چیز سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور رسول بھیجے۔ یہ اپنی امتوں کی طرف آئے اور اللہ کی عبادت اور دین اپنی امت تک پہنچا دیا۔ اور آخر میں نبی رحمت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چنا اور خاتمیت ان کو عطا فرمائی۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کوئی رسول نہیں آئے گا اور آپ بھیج دئے گئے "كآفة للناس"، صرف ایک گروہ کے لئے نہیں، ایک امت کے لئے نہیں، بلکہ سب، جتنے بھی لوگ موجود ہیں تا قیامت، ان پر نبی رحمت ﷺ کی اتباع واجب ہے۔ اور رُسل علیہم

الصلوٰۃ والسلام جو پیغام لے کے آئے، یاد رکھیں وہ ہے "توحید العبادة" کا۔اور اس کی دلیل '' لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ''، دوسری آیت میں ''اعبدوا الله مالكم من إله غيره ''۔ سورۃ ھود میں دیکھیں، مختلف انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے قصے جب نبی اپنے قوم کو خطاب کرتے سب سے پہلے کہتے ''أن اعبدوا الله مالكم من إله غيره ''، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو یہی دعوت تھی انبیاء ورُسل علیھم الصلوٰۃ والسلام کی۔